ترجمہ

تاویل الاحادیث

(ادارہ)

علما، جو انبیاء کے وارث ہیں) وہ اس سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک نفس سے کسی مخصوص واقعے کی مناسبت ہوتی ہے، پھر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی اصل فطرت کی جزئی حوادث سے مناسبت ہوتی ہے اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جنکی اصل فطرت بڑے امور سے مناسبت رکھتی ہے۔

دوسری چیز (جس میں تاویل احادیث کے عالم کو سوچنا ضروری ہوتاہے) یہ ہے کہ نفس کی دنیوی موانع سے خلاصی چند مخفی اسباب کی بنا پر ہوتی ہے، بعض مشغولی تو اصل نفس کے آرام کا باعث بنتی ہے اور نفس (ایسی حالت میں) صرف آرام میں مشغول رہتاہے۔ اور کبھی (کسی چیز) میں رغبت پیدا ہوتی ہے تو وہ اس میں غور و فکر کرنے کی طرف پہنچاتی ہے اور کبھی مزاحمت ہوتی ہے تو پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔

ان امور میں یہ بھی ہے کہ آپؐ کے نفس اور اس کے جمیع متعلقات کو عظیم برکت عطا ہوئی تھی۔ برکت کی حقیقت یہ ہے کہ ملأ اعلیٰ کی رحمتوں، دعاؤں اور رضا سے ایک وسیع سبب بننے کی طرف متوجہ ہوتاہے اور وہ سبب اسکے نفس کے ساتھ مل جاتاہے اس سے طبعی اسباب میں بسط پیدا ہوتا ہے، پھر عادت میں نفسانی حالت کبھی ایسی ہوتی ہے کہ جس سے انسان کو بھوک کا احساس نہیں ہوتا۔ اور بدن کے اجزاء حرارت غریزی کی وجہ سے نہیں گھٹتے۔ جیسے طبیعت کا کسی بیماری کو دفع کرنے میں مشغول ہونا۔ یا شرمندگی۔ خوف، حمیت وغیرہ کا احساس، اس حالت کی لیاقت خود

نفس اور بدن سے ہی پھوٹتی ہے۔ پھر جب برکت نازل ہوتی ہے اور اس استعداد سے مل جاتی ہے تو ایک بڑی مدت تک عقل کی مقتضا سے زیادہ قوت سے بدن میں اسکو روک دیتی ہے۔ اور برکت والا انسان جب اس اثر کے ظہور کا ارادہ کرتا ہے تو صمد اور قدوس جیسے اسماء حسنہ کے ذکر سے تمسک کرتا ہے۔ تاکہ اپنے نفس کو اس نفسانی حالت کی طرف متوجہ کرے یا برکت کو اس صورت میں تشخیص کردے۔

بعض نفسانی حالات عادتاً ایسے ہوتے ہیں کہ اس سے حملہ کرنا، نیند اور بے خوابی جیسی کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جیسے دل کا انبساط، حمیت، رغبت، خوف وغیرہ کا پیدا ہونا اس حالت کے لئے ایک استعداد کا ہونا ضروری ہے۔

جب یہ برکت نازل ہوتی ہے تو اگر اس استعداد سے آکر مل جاتی ہے تو اسکے حملے اور بے خوابی کو کئی گنا بڑھا دیتی ہے، اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے ساتھ اور دوست کے افعال اور ہیئات کو دیکھتا ہے تو ان سے اس کو ایسے پوشیدہ امور کی معلومات حاصل ہو جاتی ہے جو اسکے سوا کسی دوسرے کو نہیں ہوتی اور نہ اسی کو خود کسی دوسری حالت میں ایسی معلومات حاصل ہو سکتی تھی اور اس حالت کے لئے ایک استعداد ہوتا ہے، جب اس استعداد سے برکت کی ملاقات ہوتی ہے تو خلاف عادت، فراست کو واجب اور ضروری قرار دیتی ہے۔ ہر نفس میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ اور اسکے شعائر میں اعتقاد رکھنے کی ایک صورت ہوتی ہے، اسی طرح اس کے قلب کو جس چیز کے ساتھ لگاؤ ہوتا ہے تو اس کی بھی کوئی شکل اور صورت ہوتی ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی پوری ہمت کے ساتھ اس اعتقاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اعتقاد کسی نہ کسی شکل اور صورت میں نمودار ہوتا ہے اور یہ اکثر تو خواب میں ہوتا ہے اور کمتر بیداری میں بھی ہوتا ہے پھر اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس استعداد کے وقت اسکے ساتھ برکت مل جاتی ہے تب وہ ایسی تجلیات اور مبشرات کو ضروری قرار دیتی ہے جس کے ارد گرد عام لوگوں کی پہنچ نہیں ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ خبر کے لحاظ سے متواتر معجزوں میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی طعام یا پانی پر دعا فرماتے تھے تو اس میں بہت برکت پیدا ہو جاتی تھی۔ اس کی یا تو یہ صورت ہوتی تھی کہ صرف شے کا نفع بڑھ جاتا پھر وہ شے نادر نفع کی جگہ لے لیتی یا وہ خود شے بھی بڑھ جائے۔

ن کا مادہ ملأ اعلیٰ کی ہمتوں کے انوار کا مطیع ہو جاتا اور پھر وہ پانی اور طعام کی شکل اختیار کر لیتا۔
ت میں اس کی نظائر موجود ہیں ان دونوں خصلتوں میں مفہمیں اور اولیا بھی آپؐ کے ساتھ شریک
اس لئے اولیاء کے مناقب کی کتابیں اس قسم کی کرامات سے تجھے پُر دکھائی دیں گی۔

مثلاً کشف، دل کی بات بتانا۔ ہاتف، دعا کا مستجاب ہونا وغیرہ۔

دوسرا معجزہ یہ ہے کہ قلیل الوقوع اسباب کی بنا پر کم واقع ہونے والے واقعات ظاہر ہوتے
ن کو خوارق (عادت کے خلاف امور) کہا جاتا ہے۔ حق یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کو خرق یا
ت کے خلاف کہا جاتا ہے۔ وہ فی الحقیقت امور عادیہ سے ہوتی ہے، لیکن جب کہ اس کے اسباب
! قع ہوتے ہیں اس لئے اس کا ظہور بھی کم ہی ہوتا ہے اور عام لوگوں کو ایسی چیزوں کی توقع
، ہوتی اس لئے ان کو خوارق (عادت کے خلاف امور) کہا جاتا ہے، امر خارق کے لئے اکثر طور پر نظیر
، ہے جو لوگوں کے ہاں مالوف ہوتی ہے یا امر خارق سے بھی خارق عادت میں اتم ہوتی ہے۔ لیکن
ی طرف عام لوگ التفات نہیں کرتے۔ جب ان کے ہاں کوئی امر خارق بڑی اہمیت اختیار کرتا
، اور اس سے لوگ متعجب ہوتے ہیں اور لوگوں کی زبان پر اس کا عام ذکر ہوتا ہے اور اس کو
یخ میں درج کرتے ہیں۔ جیسے معمولی مدت میں پانی کا سنگ مرمر بن جانا تو اس کی طرف
ت الوقوع ہونے کے سبب) التفات نہیں کرتے، لیکن ایک جسم سے کوئی دوسرا جسم بن
ئے۔ جبکی ان کو توقع نہ تھی اور نہ وہ ان کو معلوم تھا تو اس کو بڑا کارنامہ خیال کرتے ہیں۔

کبھی کوئی چیز ایک جنس میں خلاف عادت شمار کی جاتی ہے تو دوسری جنس میں اس کو
نہیں سمجھا جاتا، جیسے گہری فراست، بڑی مسافت کو کم مدت میں طے کرنا مختلف صورتیں
ار کرنا اور دوسرے کے نفس میں تاثیر کرنا، یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ جنوں میں مالوف ہیں
ن کی طرف سے کچھ بھی تعجب کی باتیں نہیں ہیں، لیکن ان میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی
ن سے صادر ہوتی ہے تو اس کو بہت بڑی چیز سمجھا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس قسم کے واقعات ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء میں سے
بی کے لئے کسی وجہ سے ان کو معجزہ کرتا ہے۔ جبکی یہ صورت ہوتی ہے کہ نبیؐ اس واقعہ
لہور سے پہلے ہی اس کی خبر دے دیتا ہے یا وہ حادثہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سنت مجازات

وغیرہ کے موافق ہوتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے عاد اور ثمود کی قوم کو ان کے ان گناہوں کی وجہ سے ہلاک و برباد کیا۔ جو وہ موجب ہلاک تھے۔ پھر اسکو اللہ تعالیٰ نے ہود اور صالح علیہما السلام کے لئے معجزہ کر دیا۔ ایک ایسے عالم نے (جسکو حدیث اور حکمت طبعی کی معرفت ہے) فرمایا ہے کہ چاند کا شق ہونا کو معجزہ کی قسم سے ہے، کیونکہ یہ بھی قلیل الوقوع حادثہ تھا، اسکو اللہ تعالیٰ نے قرب قیامت کی علامت قرار دیا ہے اور شق القمر کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس لحاظ سے معجزہ بنایا کہ لوگوں نے آپ سے ایک علامت (معجزہ) کا سوال کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ ہم ان کو جلد نشانی دکھائیں گے جب چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دکھایا (اس میں) یہ ضروری نہیں ہے کہ اسکے دو ٹکڑے ہونا حقیقی چاند میں ہوا ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ دھوپ کی طرح یا ستارہ گرنے یا کسوف اور خسوف سے لوگوں کو جو (اور فضا) میں دکھائی دیتا ہے، پھر ان کے لئے عربی لغت میں وہ الفاظ استعمال کئے گئے جو فی الواقع ان چیزوں کے لئے وضع کئے گئے ہوں اور قرآن لغت عربی میں نازل ہوا ہے۔ اس کی نظیر وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ذکر کیا ہے اور ان کی اقتدا تیرے لئے کافی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو قحط سالی نے گھیر لیا اور جب وہ دیکھتے تھے تو بھوک کے مارے، ان کو آسمان میں دھواں دیکھنے میں آتا تھا۔ اسکے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

(ترجمہ) یاد کر، جب آسمان سے دھواں نمودار ہوگا۔[1]

ابن ماجشون نے (جو کہ ائمہ ہدایت میں سے ایک امام ہیں) فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک صورت سے دوسری صورت میں خداپاک کی تحویل نہ ہوگی، لیکن لوگ ظاہر میں اسکو مختلف صورتوں میں مشاہدہ کریں گے۔ ابن ماجشون نے یہ بھی کہا ہے کہ میرے لئے میں اس حادثے کا سبب پانی کے صاف ملے ہوئے اجزا کا ایک سطح کی طرح جمع ہونا ہے جسکے عقب میں جبل یا گاڑھا بادل ہو اور یہ آئینے کی طرح بن جاتا ہے جس میں چاند کا عکس پڑے تو لوگ اس کو جو میں دو چاند دیکھیں گے، کبھی وہ منطبع ہوتا ہے جو آسمان میں نہیں ہوتا اور کبھی اصلی چاند چھپ جاتا ہے اور جو میں دو ٹکڑے نمودار ہوتے ہیں اور اسکی مثال چاند گرہن سورج گرہن اور ستارے

---

[1] بخاریؒ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ذکر کیا ہے کہ یہ اس لئے ہوا کہ جب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو آپؐ نے ان کے حق میں حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کی قحط سالی کی طرح بددعا فرمائی، پھر ان کو قحط اور تکلیف نے گھیر لیا اور وہ طعام نہ ملنے کی وجہ سے ہڈیاں کھانے لگے، پھر اگر کوئی شخص آسمان کی طرف دیکھتا تھا تو بھوک کے مارے اس کو دھواں دیکھنے میں آتا تھا۔ اس کے حق میں یہ آیت "فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین" نازل ہوئی۔

کے گریسنے کی ہے، بے شک نفس میں آیاہے کہ یہ سب آیات ہیں۔

میں (شاہ صاحب) کہتا ہوں کہ میں نے مذکورہ قول کو بطور امکان اور احتمال کے ذکر کیاہے ورنہ تو اللہ کی قدرت بڑی وسیع ہے۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ۔

تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ اس مسئلے اور اس کے مشابہ متشابہات میں جیسے خدا کے لئے ہاتھ کا ہونا پیر کا ہونا اور قیامت کی دوسری چیزوں میں راہِ راست یہ ہے کہ ان کے ظاہر کو دیکھا جائے اور ان کے وجود کی کیفیت میں مشغول نہ ہوں، بہرحال یہ اعتقاد رکھے جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے ارادہ فرمایا ہے وہ حق ہے، مقصد کے تعین یا عدم تعین میں کوئی بھی رائے ظاہر نہ کرے تم اس طرح دیکھوگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہؓ اور ان کے پیروکار تابعین یہ سب اس بحث میں نہیں پڑتے تھے، جب معتزلہ نے فلسفیوں کے علوم کو چرایا تو وہ ان مباحث میں مشغول ہوگئے اور اہل سنت نے پھر اسکو معتزلہ سے لیا۔ تو یہ بات ان میں بھی آگئی۔ ہم نے اپنے بعض کلام میں فلسفیوں سے معتزلہ کی چوری اور پھر اہل سنت کی معتزلہ سے چوری کی ایسی وضاحت کی ہے کہ اس سے زیادہ وضاحت نہیں ہو سکتی، تمہیں اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

دنیا میں جو عجیب واقعات ہوتے ہیں ان کے جملہ اصول پر ہم کو تجھے آگاہ کرنا چاہیئے۔ جاننا چاہیے کہ ہمارے نزدیک تمام عالم ایک شخص کی طرح ہے، اس کا ایک بدن ہے اور ایک نفس ہے۔ جو اس سے متعلق ہے اور اس کے بدن کے لئے نفس کی تدبیر کا انتظام بھی ایک ہی طرح کا ہے۔ موالیداربعہ، معدن، نبات، حیوان اور انسان میں جو حوادث رونما ہوتے ہیں ان سب کی مثال آئینہ میں عکس کی مثال ہے۔ عناصر میں ستاروں کے قوتوں کے اتصالات کی صورت کا عکس پڑتا ہے، کسی دوسری چیز کا عکس نہیں پڑتا اور جس طرح آئینے کی صورت منطبعہ یا عکس میں صورت اصلی صورت دونوں کا حکم جمع ہوتا ہے تو اسی طرح حوادث میں بھی ستاروں کے اتصالات اور عناصر دونوں کا حکم جمع ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جب انسان کسی بھی آئینے میں دیکھتا ہے تو اس سے آئینے کا مد انسان کی صورت کا ہی عکس آتا ہے۔ اس میں گھوڑے وغیرہ کا عکس نہیں آتا۔ اور اس سے انسان کے سر ہاتھوں پاؤں، آنکھوں، کانوں اور ناک وغیرہ کی شکل آتی ہے، دُم، سونڈ، گھوڑوں کے بال

بیئنگ اور کھُردں کی صورت نہیں آتی، اور جب کوئی شے آئینے کے سامنے ہوتی ہے۔ تو آئینے کے موافق ہی اس میں عکس پڑتا ہے۔ اگر آئینے کا عرض اسکے طول سے زائد ہے یا طول اس کے عرض سے زائد ہے یا آئینہ مثلث ہے یا سرخ رنگ کا ہے یا سبز رنگ کا ہے تو اس میں عکس بھی ویسا ہی پڑتا ہے تب رائی (دیکھنے والے) اور آئینہ کے لئے ایک کلی حکم ہے۔ اور دونوں ایک خاص چیز پر صادق آتے ہیں۔ حوادث کو بھی اسی طرح تصور کیا جائے۔ لہٰذا اسکی حقیقت کو وہ انسان واضح کر سکے گا جو کہ اشیٰ طبائع اور اسکے خواص کے علم کا احاطہ رکھتا ہو۔ پھر حوادث میں اس کا محافظ ہو تو وہ وہاں ایسا قبض اور بسط پائے گا جن کے ساتھ زیرین اسباب کی موافقت نہ ہوگی تو وہ لامحالہ فلکی اسباب کے ثابت کرنے کی طرف محتاج ہوگا۔ اور ایسے شخص کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ستاروں اور ان کے ایسے کامل حکم کا بھی احاطہ کرتا ہو کہ اگر موانع نہ ہوں تو یہ حکم محقق ہو جائے۔ پھر وہاں بھی اسے قبض و بسط کو پائے گا کہ وہ موالید کے خواص کے اثبات کے لئے مجبور کر دینگے؛ اور جب تم نے ہماری مذکورہ بات کا یقین کر لیا تو اب وقت ہے کہ ہم دوسرے سبب کا بھی ذکر کریں۔

جاننا چاہیئے کہ ان دو سببوں کے علاوہ ایک تیسرا سبب بھی ہے جو کلی جسم کے لئے نفس کلیہ کی تدبیر کے انتظام سے پیدا ہوتا ہے، اس کی مثال انسان کی ہے اس کے لئے احکام ہوتے ہیں جو نوع سے پھوٹتے ہیں، یہ احکام اس کے جمیع افراد میں موجود ہوتے ہیں، تب ہر فرد انسانی کا راست قدم صاف جمڑی، ناخن عریض ضاحک اور ناطق ہونا ضروری ہے۔ اور اسکے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ پہلے جنین، پھر بچہ، پھر لڑکا ہو۔ اسکے بعد غلام، جوان ادھیڑ عمر والا۔ پھر بوڑھا۔ اور آخر میں بڈھا فرتوت ہو۔ پس جب طفل ہوتا ہے تو اس کا مزاج تر اور عقل کمزور ہوتی ہے۔ اور جب جوان ہوتا ہے تو اس کا مزاج خشک اور عقل قوی ہوتی ہے۔ پھر جب بوڑھا ہوگا تو اس کی اکثر قوتوں میں ضعف آجاتا ہے۔ اور اس پر رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے مرد، عورت سے زیادہ غیرت مند زیادہ بہادر اور زیادہ عقلمند وغیرہ ہوتا ہے۔

یہ سب احکام صورت نوعیہ سے پھوٹتے ہیں کیونکہ صورت نوعیہ ہی ان سب میں حکم کلی کی تقاضا کرتی ہے جس میں حکم کا ظہور ہوتا ہے۔ ہم نے جو کچھ بیان کیا یا اسکی طرف اشارہ کیا یہ سب اس حکم کی تفصیل ہے۔ اس لئے ہر نوع کے لئے مختلف حکم ہوتا ہے۔ اور کسی بھی نوع

ـرو اس حکم سے پیچھے نہیں ہوتا۔

ہاں صرف ایک صورت میں یہ ہوسکتاہے جہاں مادے کی نافرمانی ہو۔ اسی طرح صورت اولی
نی نفس کلیہ کے لئے بھی بدن، اعضا اور قوتوں میں حکم جاری ہوتاہے جو کبھی ان سے جدا نہیں ہوتا اس
ایک حکم یہ ہے کہ جب نوع انسان موجود ہو اور اس کا مادہ جو کہ صفات کے لحاظ سے مختلف ہے۔
ورت کو قبول کرے تو یہ ضروری ہوتاہے کہ (اس نوع کے) افراد کے احکام مختلف ہوں۔

ان میں سے کچھ افراد ایسے ہوتے ہیں کہ انسانیت کے طبقے سے نکل کر ملکیت اور تجرد
ست کی طرف نہیں جاتے۔ اور نہ ہی طبعی کدورتوں میں ڈوبے رہنے سے دور ہوتے ہیں اور کچھ ایسے
ں کہ انسانیت سے بہیمیت محض آلودگی اور ملکی نظافت سے دور رہنے کی طرف نہیں نکلتے۔

یہ ضروری ہے کہ ان دونوں اقسام کے رنگ حظیرۃ القدس میں منطبع ہوں جہاں نفس کلیہ سے
س کے بدن کی طرف تدبیر اترتی ہے اور ضروری ہے کہ ان الوان کا حظیرۃ القدس میں منطبع ہونا وہاں
ترنے والے فیض کو ایسے رنگ کے ساتھ متلون کردے کہ وہ رنگ حکم صریح معتدل سے کسی قدر
نالفت رکھتا ہو۔ اسی طرح اوپر چڑھنے اور نیچے اترنے میں یہ امر دائر رہتاہے یہاں تک کہ اس
ـع کے ختم ہونے کا فیصلہ اترے، بلکہ جملہ حیوانات اور نباتات ختم ہوجائیں پھر قضا ایسے فلکی اتصال
ور ارضی ہیئت کا انتظار کرتی ہے جو یہ دونوں اس (فنا) کا تقاضا کریں۔ جب یہ ہوگا تو قیامت کا ہونا
بی ضروری ہوگا۔ یہ حکم ہے نفس کل اور ترتیب کا جس کو وہ مقتضی ہے اسی طرح جب اکثر انسان
شیطنت اور بہیمیت کو اختیار کرتے ہیں اور ان کے شر کو کوئی روکنے والا اور جابر نہیں ہوتا۔ تو ایک
رسول کے بھیجنے اور کتاب کو نازل کرنے کے لئے حظیرۃ القدس میں فیصلہ ہوتاہے۔ پھر قضا اللہ کی طرف
سے فہم رکھنے والے ذکی انسان کے وجود کا انتظار کرتی ہے۔ یہ شخص ایسا ہوتاہے جس کے نفس میں
ستاروں کی قوتیں اس طرح جمع ہوتی ہیں کہ اس سے اس کا ظہور ہوتاہے۔ ملت بنتی ہے، لوگوں کو ہدایت
ہوتی ہے اور ان کے قلوب کی تالیف ہوتی ہے۔ اور علوم کا ظہور ہوتاہے۔ جب ایسا ہوتاہے تو قضا
اسکے سینے سے جوش کھاتی ہے اور غیب اور شہادت کے درمیان متوسط موطن میں شریعت اور
ہدایت کا تمثل ہوتاہے، (یہ عالم مثال کی) مثالی صورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی
اگرچہ مثال اور شریعت کے لئے مادہ ہوتی ہے لیکن بجنسہ وہ نہیں ہوتی، وہ صورت علمیہ کے ساتھ

مشابہت رکھتی ہے، کیونکہ جب تو انسان کا تصور کرے گا تو تیرے ذہن میں انسان کی صورت آئیگی اور یہ صورت خود انسان نہیں ہے لیکن یہ اس کا مظہر اور منصۂ شہود ہوگی اور اسی سے لی ہوئی ہوگی پس اگر تم صورت کو اس خیال سے دیکھوگے کہ یہ عرضی شئے ہے اور ذہن کے ساتھ قائم ہے تو وہ انسان کی حقیقت سے بالکل دور جائے گی۔ اما اگر تم صورت کو دیکھو کر اس سے اس کے ماوراء انسان کی حقیقت تک پہنچ جاؤگے تو اس وقت تمہاری توجہ صرف حقیقت انسانی کی طرف ہوگی اور صورت آئینے کے مانند ہو جائے گی جس کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جاتا، اسی طرح شریعت (مقدرہ) بھی ایک طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں داخل ہے تو دوسرے لحاظ سے اس سے خارج ہے اور اس سے متعلق ہے، ہم اس کو تدلی کی قسم قرار دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ حقیقت نبی الانبیاء کا نام پاکر نزول کرتی ہے تو یہ دوسرا اعتبار ہے تمہیں اس میں تدبر کرنا چاہیئے۔

خلاصہ یہ کہ نفس کلیہ کے جسد میں یہ نظم ملحوظ رہتی ہے جس طرح کہ افراد میں نوع کی تدبیر ملحوظ رہتی ہے، تب حوادث کا وقوع مذکور تدبیر کی وجہ سے ہی ہوتا ہے، واللہ اعلم۔

باقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ حالات جن کا تعلق آپ کی عادات، خصائل اور اسفار سے ہے یہ سب اس میں آجاتے ہیں کہ آپؐ احسن تقویم والے مبارک اور حظیرۃ القدس کی طرف سے مؤید تھے اس لئے ان چیزوں میں اپنے بنی نوع سے ممتاز تھے اس رسالے میں جن علوم کے لانے کا ہم نے ارادہ کیا تھا یہ اس کا خاتمہ ہے۔

والحمد للہ رب العالمین حسبی اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔